نماز جنازہ میں

سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت



تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم. امابعد:

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں اسلام کی لازوال دولت سے نوازا اور درود وسلام اس ذات مقدس پر جس کی شریعت کاملہ دونوں جہاں کی کامیابی کی ضامن ہے اور کروڑوں رحمتیں نازل ہوں آئمہ مجتہدین پر جنہوں نے کتاب و سنت کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی۔

ناظرین کرام! برصغیر پاک وہند میں دولت اسلام لانے والے بزرگ اہل سنت والجماعت حنفی ہی تھے اور بارہ سو سال تک اس علاقہ میں اتفاق واتحاد کا موسم بہار رہا۔ نہ نماز پر لڑائی تھی نہ وضو پر نہ جمعہ میں نہ عید میں۔ لیکن برطانوی سامراج کے منحوس قدم جونہی یہاں پہنچے، اختلافات کی آندھیاں اور نفاق کے طوفان ساتھ لائے۔ امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا گیا۔ مسلمان کو مسلمان سے بھڑا دیا گیا۔ امت مسلمہ میں لڑائی جھگڑا بپا کرنے میں سب سے بڑا کردار فرقہ غیر مقلدین نے ادا کیا۔ کیونکہ اس فرقہ کا خمیر ہی بدگمانی، بدزبانی اور فتنہ فساد سے اٹھایا گیا ہے۔ چنانچہ اس فرقہ نے مساجد کو میدان جنگ بنا دیا ہے۔ ان کو مسلمانوں کا اکٹھا ہونا ایک نظر نہیں بھاتا۔ جہاں مسلمان اکٹھے ہوئے یہ نفاق اور فساد کی چنگاریاں بن کر رونما ہوئے اخوت ومودت کی حیات آفرین فضا کو ایسا مکدر کر دیا کہ جو مسلمان جسد واحد کی طرح یک جان دو قالب کا مصداق تھے، ان میں عداوت نفرت اور بغض وعناد کے بیج بوئے کہ جس کا ثمرہ باہمی گالی گلوچ بلکہ دنگا فساد اور لڑائی جھگڑا کی صورت میں ظاہر ہوا۔ آپ مسجد میں جماعت کے لیے اکٹھے ہوں وہاں پھوٹ ڈال دیں گے۔ آپ جمعہ ادا کرنے کے لیے جمع ہوں۔ وہ چند سیکنڈ میں لڑا دیں گے۔ آپ عید ادا کرنے اکٹھے ہوں وہ فتنہ کھڑا کریں گے کہ الامان الحفیظ۔ حج کا عظیم اجتماع ان کی فتنہ

پردازیوں سے قدرے محفوظ تھا لیکن گزشتہ سال وہاں بھی ایسا فتنہ کھڑا کیا کہ تاریخ عالم میں اتنا عظیم فتنہ نظر نہیں آتا۔ حرم شریف کو ناپاک کیا گیا۔ اور ۱۶ دن خدا کے بندے خدا کے گھر کے طواف سے محروم کر دیے گئے۔ نماز جنازہ کا وقت جو انتہائی غم وصدمہ کا وقت ہوتا ہے۔ سب لوگ اختلافات ختم کر دیتے لیکن ان کا فتنہ اس موقعہ پر بھی دیدنی ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے منہ میں زبانیں نہیں زہریلے ڈنگ ہیں بس فتویٰ بازی شروع ہو جاتی ہے تم سب بے نماز ہو تم میں سے کسی کی نماز جنازہ نہیں ہوئی تمہارے بارہ سو سال کے جتنے بزرگ قبروں میں دفن ہیں سب بلا جنازہ دفن ہیں۔ مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود معاذ اللہ استغفر اللہ اس لیے خیال آیا کہ نماز جنازہ کا طریقہ کتاب وسنت کی روشنی میں تحریر کر دیا جائے تا کہ اہل سنت والجماعت مسلمانوں کے دلوں کو اطمینان نصیب اور شاید کسی غیر مقلد کو بھی ہدایت نصیب ہو جائے۔

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ ان کی نماز جنازہ ادا کر۔ اس سے تو فرض ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن جب ایک جنازہ آیا جس کے ذمہ قرض تھا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی لیکن صحابہ کو فرمایا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ فرض عین نہیں ورنہ آنحضرت ﷺ اسے کبھی ترک نہ فرماتے۔ اسی لیے اہل سنت والجماعت نماز جنازہ کو فرض کفایہ کہتے ہیں۔

شرائط جنازہ

۱۔ اسلام: نماز جنازہ ادا کرنے کی پہلی شرط میت کا مسلمان ہونا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کبھی کافروں کی نماز جنازہ نہ پڑھو اور نہ ہی ان کی قبر پر کھڑے ہو کر ان کے لیے دعائے مغفرت کرو (التوبہ) اس لیے کسی کافر مرزائی، قادیانی، لاہوری، منکر قرآن منکر حدیث کی نماز جنازہ ادا کرنا جائز نہیں۔

۲۔ طہارت: میت کو غسل دینا فرض ہے تا کہ وہ نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک ہو

جائے اسی طرح ضروری ہے کہ جسم کی طرح اس کا کفن بھی پاک ہو اور جس چارپائی وغیرہ پر جنازہ رکھا جائے وہ بھی پاک ہو۔ اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔

۳۔ جنازہ کا سامنے ہونا: نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ میت کا کل بدن یا اکثر بدن جنازہ پڑھنے والوں کے سامنے ہو۔ آنحضرت ﷺ جب جنازہ ادا فرماتے تو جنازہ سامنے رکھتے آپ کے بہت سے صحابہؓ مدینہ منورہ سے باہر فوت ہوئے لیکن آپ نے کبھی کسی صحابی کی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی اسی طرح آنحضرت ﷺ کی زندگی میں بہت سے صحابہ مدینہ منورہ سے باہر رہتے تھے جب کوئی صحابی مدینہ منورہ میں فوت ہوتے تو کسی جگہ بھی ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھی جاتی مسلمانوں کو جو عقیدت خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر، اصحاب احد، اصحاب بیعت رضوان امہات المومنین، سیدہ فاطمہ الزہرا، حضرات حسنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تھی اور ہے، وہ کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں لیکن ان میں سے کسی ایک کی نماز جنازہ غائبانہ نہیں پڑھی گئی۔ اگر کوئی صاحب ان میں سے کسی ایک کی بھی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنا صحیح سند سے ثابت کر دیں تو فی حدیث ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

حضرت نجاشیؓ کی نماز جنازہ

حضرت نجاشی مسلمان تھے آپ فوت ہوئے تو وہاں کوئی مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھنے والا نہ تھا۔ اور کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ حبشہ میں حضرت نجاشیؓ کی نماز جنازہ پڑھی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ مکہ میں بیٹھے ہوئے تھے آپؐ پر بیت المقدس مکشوف فرما دیا تھا اسی طرح حضرت نجاشیؓ کا نماز جنازہ آپ پر مکشوف فرما دیا۔ چنانچہ حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں ہم سب صحابہ بھی یہ خیال کر رہے تھے اِنَّ جَنَازَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ کہ حضرت نجاشی کا جنازہ آنحضرت ﷺ کے سامنے ہے (صحیح ابن حبان) اور فرماتے ہیں ہماری یہی رائے تھی کہ جنازہ ہمارے آگے ہے (صحیح ابو

عوانہ) وَمَا نَحْسِبُ الْجَنَازَةَ اِلَّا مَوْضُوْعَةً بَيْنَ يَدَيْهِ ہمارا یہی گمان تھا کہ جنازہ آنحضرت ﷺ کے سامنے رکھا ہوا ہے (مسند احمد ج ۴ ص ۴۴۶) پس یہ آپ کا معجزہ تھا اور یہ جنازہ غائبانہ نہیں تھا کیونکہ نجاشی کا جنازہ آپ کے سامنے کر دیا گیا تھا۔ بہر حال کسی کا غائبانہ جنازہ پڑھنا کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

نماز جنازہ دراصل دعا ہے

عن ابی هريرةؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ رواه ابو داؤد وصححه ابن حبان .

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم مردہ پر نماز پڑھو تو نہایت خلوص کے ساتھ اس کے لیے دعا کرو۔ (بلوغ المرام ص ۱۰۷)

اس حدیث سے مراد دعا ہے جو نماز جنازہ کے اندر تیسری اور چوتھی تکبیر کے درمیان پڑھی جاتی ہے۔ (مرقات ج ۴ ص ۵۹۔ فتاویٰ سعدیہ عین الہدایہ ص)

دعا کا طریقہ

حضرت فضالہ بن عبیدؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَا بِتَحْمِيْدِ رَبِّهٖ جَلَّ وَعَزَّ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِیِّ ثُمَّ يُصَلِّيْ بَعْدُ بِمَا شَاءَ.

(ابوداؤد ج ا ص ۱۷۸، ترمذی، نسائی، بیہقی، حاکم احمد)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی صفت و ثنا بیان کرے پھر اللہ تعالیٰ کے نبیؐ پر درود شریف پڑھے اور پھر جو چاہے دعا کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضرت رسول اقدس ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی ساتھ تھے، جب میں

(تشہد کے لیے بیٹھا) تو: بَدَاْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللهِ تعالىٰ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ.

میں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی پھر نبی اقدس ﷺ پر درود پڑھا پھر اپنے لیے دعا کی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا مانگ تیری دعا قبول ہوگی مانگ تیری دعا قبول ہوگی۔

(ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دعا کی مقبولیت کے لیے سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے ثنا ہو، پر درود پھر دعاء۔ نماز جنازہ بھی چونکہ دعا ہے اس لیے اس کی ترتیب بھی یہی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ آمین۔

طریقہ نماز جنازہ

حضرت ابو سعید مقبریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا کہ آپ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں تو فرمایا میں جنازہ کے پیچھے چل کر جاتا ہوں پھر جب جنازہ نیچے رکھ دیا جاتا ہے۔ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ ثُمَّ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الخ (موطا امام مالک ص ۷۹) میں پہلی تکبیر کہتا ہوں پھر اللہ کی ثناء بیان کرتا ہوں۔ پھر نبی پر درود پڑھتا ہوں پھر میت کے لیے دعا مانگتا ہوں۔ حضرات دیکھئے حضرت ابو ہریرہؓ نے نماز جنازہ کا طریقہ بتایا اس میں سورت فاتحہ پڑھنے کا ذکر تک نہ کیا۔

مرکز اسلام مدینہ منورہ

عن نافع ان عبد الله ابن عمرؓ كَانَ لَا يَقْرَءُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

(موطا امام مالک ص ۷۹)

نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز جنازہ میں قرآن (فاتحہ) نہیں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت سالمؒ جو ابن عمرؓ کے فرزند تھے اور فقہاء سبعہ میں سے تھے جن کا فتویٰ چلتا تھا فرماتے ہیں لاقِرَاءَ ةَ عَلَى الْجَنَازَةِ (ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۹) نماز جنازہ میں کوئی قرأت نہیں نہ فاتحہ اور حضرت سالمؒ کے بعد مدینہ منورہ میں بلا شرکت غیرے امام مالکؒ کا فتویٰ جاری ہوا آپ فرماتے ہیں۔

قراة الفاتحة ليس معمولا بها فى بلدنا فى صلوة الجنازة.

(عمدۃ القاری)

نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنے پر ہمارے شہر میں عمل نہیں ہے۔

ابن بطال شارح بخاری فرماتے ہیں کہ جو صحابہ جنازہ میں فاتحہ پڑھنے والوں پر انکار فرماتے تھے، ان میں حضرت عمرؓ بن الخطاب حضرت علیؓ بن ابی طالب حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ امام مالک ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے خلافت راشدہ سے لے کر ۱۷۹ھ تک مدینہ منورہ میں جو جنازے پڑھے گئے، ان میں فاتحہ نہیں پڑھی گئی۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین میں سے مدینہ منورہ میں ایک شخص کا نام بھی پیش نہیں کیا جا سکتا جو نماز جنازہ میں فاتحہ کو فرض کہتا ہو۔ اور اس نے یہ فتویٰ دیا ہو مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا کے قبرستان میں جتنے لوگ دفن ہیں، سب بلا جنازہ دفن ہیں۔ اور تو اور کوئی مائی کا لال یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ خلفائے راشدین یا عشرہ مبشرہ میں سے کسی ایک کے جنازہ میں فاتحہ پڑھی گئی ہو۔ دیدہ باید

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

دارالاسلام مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں بقول غیر مقلدین کے دو سو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے خود جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ کے شاگرد تبع تابعی ہیں پورا خیر القرون ان کی نظر میں ہے آپ سے جب نماز جنازہ کی فاتحہ کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو آپ حیران ہو کر فرماتے ہیں مَاسَمِعْنَا

بِھٰذَا (ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۹) ہم نے جنازہ میں فاتحہ پڑھنا کبھی سنا ہی نہیں بلکہ طاؤس وعطا کَانَ یُنْکِرَانِ الْقِرَاءَ ۃِ الْجَنَازَۃِ (ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۹) حضرت طاؤس اور حضرت عطاء دونوں نماز جنازہ میں قرأت (فاتحہ پڑھنے) کا انکار فرماتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پورے خیر القرون میں مکہ معظمہ میں ایک شخص بھی نماز جنازہ میں فرضیت کا قائل نہ تھا۔ سب جنازے بغیر فاتحہ کے پڑھے جاتے تھے اور فاتحہ نہ پڑھنے والوں پر کسی نے کبھی انکار نہ کیا اور ان کے لیے فاتحہ نہ درود مر گئے مردود کی پھبتی نہ کسی اور اگر کسی نے بھولے سے پڑھ لی ہو تو اکابر علماء نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا چنانچہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جنازہ میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورت پڑھی۔ چونکہ خیر القرون میں یہ ایک انوکھی بات تھی اسی وقت آپ کا بازو پکڑ کر پوچھا گیا کہ یہ کیا؟ آپ نے اِنَّھَا سُنَّۃٌ کہہ کر جان چھڑائی کہ یہ نماز جنازہ پڑھنے کا ایک غیر معروف طریقہ ہے جسے عام صحابہ تابعین نہیں پہچانتے اس لیے آپ نے لفظ سنت کو نکرہ بیان فرمایا۔

دار الاسلام کوفہ

کوفہ حضرت فاروق اعظمؓ نے آباد کیا وہاں تقریباً سترہ سو صحابہ قیام پذیر ہوئے یہاں کے پہلے شیخ القرآن والحدیث والفقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔ آخر میں حضرت علیؓ نے اس کو دار الخلافہ بنایا۔ یہ خلافت راشدہ کا آخری مرکز ہے آخری خلیفہ راشد حضرت علیؓ جب نماز جنازہ پڑھاتے تو

یَبْدَأُ الْحَمْدَ وَیُصَلِّی عَلَی النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ الخ۔

(ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۵)

پہلے خدا کی ثناء سے شروع فرماتے پھر درود پاک پڑھتے پھر میت کے لیے دعا فرماتے۔

پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت علیؓ نہ خود جنازہ میں فاتحہ پڑھتے تھے بلکہ

پڑھنے والوں پر انکار فرماتے تھے۔ دور تابعین میں امام شعبیؒ کا فتویٰ چلتا تھا یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو منور کیا یہ بھی نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ثناء دوسری کے بعد درود شریف تیسری تکبیر کی بعد میت کے لیے دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرتے تھے (ابن شیبہ ج ۳ ص ۲۹۵) اور امام شعبی اور نخعی فرمایا کرتے تھے کہ لَیۡسَ فِیۡ الۡجَنَازَۃِ قِرَاَۃٌ (ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۹) یعنی جنازہ میں کوئی قرأت نہیں نہ فاتحہ نہ اور کچھ۔

پھر اس دار العلم کی سربراہی امام الائمہ سراج الامت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہاتھ آئی آپ کا فتویٰ ساری دنیا میں چل رہا ہے کہ نماز جنازہ میں فاتحہ کی قرأت نہیں ہے۔

الحاصل دار العلم کوفہ میں بھی پورے خیر القرون میں ایک نام بھی نہیں لیا جا سکتا جو نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کو فرض کہتا ہو اور یہ اعلان کرتا ہو کہ جو نماز جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں ہوتی۔

بصرہ سے یمن تک

آپ اکتا جائیں گے اس لیے میں بات کو مختصر کرتا ہوں کہ بصرہ جو خیر القرون میں اسلام کا گہوارہ تھا وہاں بھی علامہ محمد بن سیرینؒ یہی فتویٰ دیتے تھے کہ نماز جنازہ میں قرأۃ نہیں اور یمن کے طاؤس بھی یہی فتویٰ دیتے تھے (ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۹) لیکن بصرہ سے لے کر یمن تک پوری اسلامی دنیا میں ایک شخص نے بھی ان کی تردید نہ کی کہ سورۃ فاتحہ جنازہ میں فرض ہے تم فرض کے منکر ہو فرض سے روکتے ہو، تمہارے جنازے باطل ہیں۔ کیا ہے کوئی غیر مقلد جو خیر القرون میں ایک ہی اپنا ہمنوا تلاش کر لے۔

الحاصل:

آنحضرت ﷺ نے کبھی نہ فرمایا کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ فرض ہے۔ جس جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے، وہ جنازہ باطل ہے۔ دنیا کی کسی حدیث کی کتاب

میں ایسی حدیث موجود نہیں ہے اگر کوئی غیر مقلد آنحضرت ﷺ کا ایسا حکم دکھادے تو ہم مبلغ دس ہزار روپیہ رائج الوقت انعام دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ تم اپنے اس محسن اعظم کو بھی ساتھ ملالو جس نے تمہیں ان فتنہ پردازیوں کے لیے جاگیریں دیں اور خزانوں کے منہ کھول دیے اور جس نے اہلحدیث کا نام الاٹ کیا پھر بھی تم ایسی حدیث پیش نہیں کرسکو گے۔ آؤ ہمت کرو۔ اگر رسول اکرم ﷺ سے تم یہ حکم نہ دکھا سکو اور قیامت تک نہ دکھا سکو گے تو کسی ایک خلیفہ راشد سے ہی فرضیت کا حکم دکھا دو اگر یہ بھی نہ کرسکو تو پورے خیر القرون میں لاکھوں صحابہ کروڑوں تابعین و تبع تابعین میں سے صرف ایک نام ایسا پیش کردو جو نماز جنازہ میں فاتحہ کو فرض اور دنیا بھر کے جنازوں کو باطل کہتا ہو۔ سنو میں تمہیں بانگ دہل کہتا ہوں۔ عورتوں کی طرح نقاب میں نہ چھپ جانا گوہ کی طرح بل میں نہ گھس جانا بجو کی طرح عقب میں نہ سمٹ بیٹھنا۔ مردوں کی طرح ایسا حکم پیش کرو اور نہ ہوسکے تو ضد کو چھوڑ کر راہ ہدایت پر آجاؤ۔

فائدہ: ان احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ نماز جنازہ کا مقصد میت کے لیے دعا ہے سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے ثناء ہے یا اپنے لیے دعا ہے اس میں میت کے لیے دعا کا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ اب نہ جانے غیر مقلد کس لیے اس کی فرضیت پر زور دے رہے ہیں جب کہ جنازہ کا اصل مقصد میت کے لیے دعا ہے اس میں سرے سے موجود ہی نہیں۔ ہاں دعا سے پہلے ثناء پڑھنا سنت ہے اگر ثناء کی نیت سے کوئی پڑھے تو گنجائش ہو سکتی ہے۔

التنبیہ لا یقاظ السفیہ

غیر مقلدین حضرات سے عرض ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں فاتحہ کو فرض نہیں فرمایا تم کون ہو فرض کہنے والے کیا تمہیں ابن مسعودؓ کا وہ ارشاد عالی یاد نہیں کہ اپنی نماز میں شیطان کا حصہ شامل نہ کرو اور نماز میں شیطان کا حصہ شامل

کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دائیں طرف سے پھرنا (جو اگرچہ آنحضرت ﷺ کا اکثری عمل ہے لیکن ضروری اور فرض واجب نہیں اس کو) ضروری سمجھنا بدعت اور شیطان کا حصہ ہے۔ (بخاری)

اسی طرح جب آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو فرض نہیں فرمایا تو تمہارا نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو فرض قرار دینا اپنے جنازہ میں یقیناً شیطان کا حصہ شامل کرنا ہے۔ کیا ہم غیر مقلدوں سے یہ امید رکھیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے ڈریں گے اور اپنے جنازوں کو شیطان کے دخل سے پاک کرلیں گے۔ ہاں دیکھنا شیطان کی طرح یہ پروپیگنڈہ نہ کرنا کہ فاتحہ کو شیطان کا حصہ کہہ دیا بلکہ غیر ضروری کو ضروری قرار دینے کو حضور نے خود شیطان کا حصہ فرمایا ہے۔

حضرت ابو وائلؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں جنازے کی نماز سات، چھ، پانچ اور چار تکبیروں سے ہوتی رہی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس اختلاف کو ختم کیا گیا۔

فَجَمَعَ عُمَرُ النَّاسَ عَلٰی اَرْبَعٍ کَاَطْوَلِ الصَّلٰوۃِ

(بیہقی ج ۴، ص ۳۷) واسنادہ حسن فتح الباری۔

یعنی حضرت عمرؓ نے سب کو چار تکبیروں پر جمع فرمادیا کیونکہ بڑی نماز کی چار ہی رکعتیں ہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم جو نمازیں پڑھتے ہیں کوئی نماز دو رکعت ہے کوئی تین رکعت کوئی چار رکعت۔ ایک سلام سے چار رکعت سے زیادہ کوئی فرض نماز نہیں ہے اور نماز جنازہ کی ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے تو زیادہ سے زیادہ چار تکبیریں ہی ہو سکتی ہیں کیونکہ بڑی سے بڑی نماز چار رکعت سے زائد نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہؓ نماز جنازہ کی تکبیرات کو فرض نماز کی رکعات کے قائمقام جانتے تھے۔ تو اگر نماز جنازہ میں قرأت فرض یا واجب یا سنت

بھی ہوتی تو نماز جنازہ میں چار دفعہ فاتحہ پڑھنی فرض ہوتی ۔ کیونکہ چار رکعت نماز میں چار مرتبہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ ہر رکعت میں مستقل فاتحہ تو چار تکبیروں میں بھی چار مرتبہ فاتحہ پڑھنی چاہیے لیکن سوائے ابن حزم کے پوری امت میں کوئی شخص بھی جنازہ میں چار مرتبہ فاتحہ کی فرضیت کا قائل نہیں ۔اس سے معلوم ہوا جو لوگ فاتحہ پڑھتے ہیں وہ اس کو قرأت کی نیت سے بالکل نہیں پڑھتے ثناء کی نیت سے پڑھتے تھے۔ کیونکہ چار رکعت نماز میں قرأت چار مرتبہ ہوتی ہے۔اور ثناء ایک مرتبہ چار رکعت میں جس کسی نے بھی صرف ایک مرتبہ فاتحہ پڑھی وہ ثناء ہی ہے قرأت نہیں۔

کیا بہ نیت ثنا فاتحہ پڑھ لینی چاہیے؟

ہمارے مسلک حنفی میں اصل ثناء سبحانک اللھم ہی ہے جو ہر نماز میں بطور ثناء پڑھی جاتی ہے۔لیکن اگر اس کے ساتھ سورہ فاتحہ بھی ثناء کی نیت سے پڑھ لے تو جائز ہے لیکن آج کل نہ پڑھنا ہی بہتر ہے۔

غیر مقلدین کی فتنہ پردازی

غیر مقلدین کا کوئی مذہب نہیں ہے ان کا کام فتنہ فساد اور عوام کو پریشان کرنا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ تم فاتحہ پڑھ لیا کرو اگر چہ ثناء کی نیت سے ہی پڑھو پھر نماز جنازہ صحیح ہوگی۔

ان سے کوئی پوچھے کہ اگر ظہر کے چار فرض کوئی شخص فرض کی نیت سے نہ پڑھے نفل کی نیت سے پڑھ لے تو کیا اس کی نماز ظہر ہو جائے گی۔ایک آدمی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ دس روپے کسی کو دے رہا ہے اور صاف کہتا ہے کہ میری نیت زکوٰۃ کی نہیں صرف ہدیہ دے رہا ہوں تو کون جاہل کہے گا کہ اس کی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ دوستو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ عمل کا دار و مدار نیت پر ہے جب ایک آدمی فرض کی نیت ہی نہیں کرتا بلکہ وہ صاف اس کے فرض ہونے کا

انکار کر رہا ہے تو اس کا فرض کیسے ادا ہو جائے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کے فرض ہونے کی جب انہیں کوئی دلیل کتاب وسنت میں نہیں ملتی تو بھولے بھالے حنفی عوام کو دھوکا دینے کے لیے ثناء کے طور پر فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ سنا دیتے ہیں جس سے عوام تو دھوکہ کھاتے ہیں لیکن اہل علم سمجھ لیتے ہیں کہ اب فرضیت کا انکار کر دیا ہے۔ غیر مقلدیت دم توڑ گئی ہے۔ نہ قرآن نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا نہ حدیث صحیح فرضیت کی ملی بے چارے کاسہ گدائی لے کر فقہا کی چوکھٹ پر بھی گئے لیکن بھیک نہ ملی آخر فقہ کی چوکھٹ پر فاتحہ کی فرضیت کے عقیدہ کو ذبح کر کے بطور ثناء فاتحہ پڑھنے کا وعظ شروع کیا۔

حنفی مذہب

حنفی مسلک میں سبحانک اللّٰھم بالاتفاق ثناء ہے لیکن جنازہ میں فاتحہ اگر بہ نیت ثناء پڑھی جائے تو گنجائش ہے اگر قرأت کی نیت سے پڑھی جائے تو مکروہ تحریمی ہے چونکہ عوام کے لیے اس باریک فرق کا لحاظ رکھنا مشکل ہے اور آنحضرت ﷺ کا حکم دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَالا یُرِیْبُکَ یعنی مشکوک چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیز پر عمل کرو تو فاتحہ پڑھنے میں مکروہ تحریمی ہونے کی وجہ سے گناہ کا خطرہ موجود ہے اور سبحانک اللّٰھم پڑھنے سے کوئی خطرہ نہیں اس لیے فاتحہ سے پرہیز میں ہی احتیاط ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ غیر مقلدین فاتحہ کو بلا دلیل فرض قرار دے رہے ہیں اور بلا دلیل شریعت میں کسی عمل کو فرض قرار دینا نماز میں شیطان کا حصہ شامل کرنا ہے تو جب غیر مقلدین اپنی نماز میں شیطان کا حصہ داخل کر چکے اب فاتحہ کسی نیت سے بھی پڑھی جائے اس سے شیطان کی تائید ہوگی اس لیے اس سے بالکل پرہیز کرنا چاہیے۔

دلائل غیر مقلدین

غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔اس کے بغیر نماز جنازہ باطل ہے۔ظاہر ہے کہ فرضیت ثابت کرنے کے لیے دلیل قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت کی ضرورت ہے قطعی الثبوت کا یہ مطلب ہے کہ وہ آیت قرآنی ہو یا حدیث متواتر اور قطعی الدلالت ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کا معنی صاف یہ ہو کہ فاتحہ جنازہ میں فرض ہے جو نماز جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بیکار ہے۔

لیکن غیر مقلدین جو دلائل بیان کرتے ہیں ان میں سے نہ کوئی قطعی الثبوت ہے یعنی نہ قرآن کی آیت پیش کرتے ہیں نہ حدیث متواتر اور نہ ہی کوئی قطعی الدلالت ہے یعنی کسی حدیث کا یہ معنی نہیں کہ بغیر سورہ فاتحہ کے نماز جنازہ باطل اور بے کار ہے۔

وہ جو حدیثیں بیان کرتے ہیں وہ اس قدر ضعیف ہیں کہ فرض واجب ہونا تو کجا ان ضعیف احادیث سے تو فاتحہ کا سنت یا مستحب ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔

۱۔ عن ام عَفِیْفٍؓ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ. (طبرانی)

ام عفیف کہتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

اس میں اولاً تو سرے سے نماز جنازہ کا ذکر ہی نہیں پھر یہ نہایت درجہ کی ضعیف ہے چنانچہ اس کی سند میں عبدالمنعم ابوسعید ہے جو ضعیف ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۲)

۲۔ عن اُمِّ شَرِیْکٍؓ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نَقْرَأَ عَلَی الْجَنَازَۃِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ. (ابن ماجہ)

یعنی ام شریک فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہم عورتوں کو جنازہ پر فاتحہ پڑھنے کو حکم دیا۔

حافظ ابن حجر نے تلخیص الجبیر میں اس کی سند کو بھی ضعیف کہا ہے۔

۳۔ عن اسماء بنت یزید قالت قال رسول اللہ ﷺ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلٰی الْجَنَازَۃِ فَاقْرَؤُا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (طبرانی)

حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز جنازہ پڑھو تو فاتحہ پڑھا کرو۔

اس کی سند میں مُعَلّٰی بِنْ حُمْرَان ہے جس کا ثقہ ہونا ثابت نہیں پس حدیث ضعیف ہے۔

۴۔ عن ابن عباس ؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَرَأَ عَلٰی الْجَنَازَۃِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (ابن ماجہ ترمذی)

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جنازہ پر فاتحہ پڑھی۔

اس کی سند میں ابوشیبہ ہے جس کو غیر مقلدین بالاتفاق ضعیف کہتے ہیں۔

۵۔ عن جابر ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللہ ﷺ قَرَأَبِاُمِّ الْقُرْآنِ بَعْدَ التَّکْبِیْرَۃِ الاُوْلٰی (کتاب الام)

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی۔

اس کی سند میں ابراہیم بن ابی یحیٰ ہے جو متروک ہے۔

یہ پانچ روایات ہیں۔ جو کہ سب ضعیف ہیں ان سے تو فاتحہ کا سنت ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔

نیز پہلی تین احادیث میں عورتوں کو نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ عجیب بات ہے۔ کہ عورتیں جن پر جنازہ پڑھنا فرض نہیں ان کو آپ نے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔ لیکن مرد جن پر جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے ان کو ایک مرتبہ بھی فاتحہ

پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ نُهِيْنَا عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِز کہ ہم عورتوں کو جنازہ پڑھنا تو کجا اس کے ساتھ جانے سے بھی روک دیا گیا۔ چنانچہ کسی حدیث سے بھی ثابت نہیں ہے اس وقت عورتیں جنازہ گاہ میں جا کر جنازہ پڑھتی ہوں۔ پس یہ اس پہلے زمانہ کی حدیثیں ہیں جب عورتیں بھی جنازہ پڑھ لیا کرتی تھیں۔ آخری زمانہ میں آنحضرت ﷺ کا نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کا نہ حکم دینا ثابت ہے نہ خود پڑھنا اس لیے باوجود ضعیف ہونے کے ان احادیث میں منسوخ ہونے کا قوی شبہ ہے اور یہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے نماز جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھنے سے تو ان ضعیف روایات کے منسوخ ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔

چار تکبیریں

نماز جنازہ کی چار تکبیریں ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، سب کی نماز جنازہ چار تکبیروں سے ہی پڑھی گئی (حاکم، بیہقی) حضرت عمرؓ کی خلافت میں اس بات پر اجماع ہو گیا کہ اب جنازہ چار ہی تکبیروں سے پڑھا جائے گا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ آخری عمر میں چار تکبروں سے ہی جنازے پڑھاتے رہے۔ (کتاب الآثار محمد)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ ان رسول اللہ ﷺ کَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةٍ فَرَفَعَ یَدَیْهِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَةٍ ثُمَّ وَضَعَ الْیُمْنٰی عَلٰی الْیُسْرٰی. (ترمذی ص ۱۷۴)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پر تکبیر کہی اور پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے اور دایاں ہاتھ بائیں پر باندھا۔

عن ابی ہریرة ؓ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْکَفِّ عَلٰی

الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ ناف کے نیچے باندھے۔

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لا يَعُوْدُ۔

(دار قطنی ج۲ص۷۵)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

پہلی تکبیر

پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے اور سبحانک اللّٰھم پڑھے جس طرح نماز میں ثناء پڑھتے ہیں۔

فتنہ

غیر مقلدین کے پاس شور وشر فتنہ فساد کے سوا اور کچھ نہیں جب فتنہ برپا کرنے کا اور بہانہ نہ ملا تو ایک اشتہار شائع کیا اس میں ایک طرف سبحانک اللّٰھم لکھا جس طرح ہم سب نماز میں پڑھتے ہیں۔ دوسری طرف سبحانک اللّٰھم میں جل ثناؤک زیادہ کردیا ہے بس آسمان سر پر اٹھالیا۔

میں نے اس غیر مقلد سے کہا کہ جتنی ثناء آپ نے لکھی ہے خاص نماز جنازہ میں آنحضرت ﷺ سے اتنی پڑھنی تم ثابت کردو جل ثناؤک میں دکھادوں گا۔ آج کئی سال کا عرصہ گزر چکا ہے وہ پریشان ہے اسے حدیث نہیں مل رہی وہ اپنے ضمیر اور اپنی ساری جماعت کو لعنت ملامت کر رہا ہے کہ ایسی حدیث تلاش کردو مگر کسی کو ہمت نہیں ہوئی۔ ایک دوسرے غیر مقلد سے میں نے کہا کہ حنفی فقہ کی معتبر کتاب سے ہمیں یہ دکھا

دو کہ نماز جنازہ کی ثناء میں جل ثناؤک ضروری ہے وہ بھی نہیں دکھا سکا پھر دیکھیے ایک خود بہتان تراشتے ہیں پھر خود ہی فتنہ کھڑا کرتے ہیں۔ اس لیے تو نواب صدیق حسن کو لکھنا پڑا کہ ان ھذا الا فتنة فی الارض وفساد کبیر (الحطہ) یہ فرقہ خدا کی زمین میں فتنہ وفساد پھیلانے کا ٹھیکیدار ہے۔

ہم تو یہ کہتے ہیں اگر کوئی جل ثناؤک پڑھے تو روکیں گے نہیں اور اگر نہ پڑھے تو حکم نہیں دیں گے۔ کیونکہ مشہور احادیث میں جل ثناؤک کا ذکر نہیں حافظ الحدیث ابن شجاع کتاب الفردوس میں حدیث لائے ہیں۔

عن ابن مسعودؓ مِنْ اَحَبُّ الْکَلامِ اِلٰی عَزَّوَجَل اَن یَّقُوْلَ الْعَبْدُ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاؤکَ وَلا اِلٰہَ غَیْرُکَ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کو یہ کلام بہت محبوب ہے۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاؤکَ وَلا اِلٰہَ غَیْرُکَ.

یاد رہے کہ غیر مقلدین جو بھینس کو حلال کہتے ہیں اس کا ثبوت جَلَّ ثَنَاؤکَ جتنا بھی پیش نہیں کر سکتے۔

دوسری تکبیر

دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے اور وہی درود شریف پڑھنا بہتر ہے جو ہم عام نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ لیکن ان فتنہ پردازوں نے یہاں بھی شرارت کھڑی کر رکھی ہے ٹکے ٹکے کی کتابوں سے یسرنا القران وغیرہ سے و رحمت و ترحمت کے الفاظ سنا کر چیلنج کرتے ہیں کہ یہ الفاظ کس حدیث میں ہیں اور بیچارے عوام کو پریشان کرتے ہیں۔ ان جاہلوں کو یہ بھی علم نہیں کہ مذہب حنفی مستند کتابوں میں درج ہے۔ اگر مذہب حنفی پر اعتراض کرنا مقصود ہے تو مذہب حنفی کی مستند کتاب

سے وہ مکمل درود شریف دکھاؤ کتنی ڈھٹائی ہے کہ یسرنا القرآن سے عبارت نقل کر کے ہدایہ، درمختار اور خود امام ابوحنیفہؒ کے خلاف شرانگیزی شروع کر دی جائے۔

ہاں ہم بھی غیر مقلدوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ میں خاص یہ درود ابراہیمی مقرر فرمایا ہے یا یہ غیر مقلدوں نے خود مقرر کر لیا ہے؟ اگر کوئی صحیح صریح حدیث آپ کے پاس ہے کہ رسول پاک ﷺ نے نماز جنازہ میں لفظ بہ لفظ یہی درود ابراہیمی مقرر فرمایا ہے تو وہ حدیث لاؤ ہم مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ اور اگر تم آنحضرت ﷺ سے یہ مقرر کرنا نہ دکھا سکو تو تم کون ہوتے ہو مقرر کرنے والے؟ جونسا درود کوئی چاہے پڑھے۔ اگرچہ افضل یہی درود ابراہیمی ہے بلکہ حدیث شریف سے تو صاف ثابت ہے کہ کوئی درود دعا مقرر نہیں۔

عن جابرؓ قَالَ مَا اَبَاحَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلا اَبُوْبَكْرٍ وَلا عُمَرُ فِیْ شَیْئٍ مَا اَبَاحُوْا فِی الصَّلٰوةِ عَلَی الْمَیِّتِ یعنی لَمْ یُوَقِّتْ. (ابن ماجہ ص ۱۰۹ امسند احمد ج ۳ ص ۳۵۷)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ؐ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ کے لیے کوئی چیز مقرر نہیں فرمائی۔

نوٹ: حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں اس حدیث کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ رسول پاک ؐ، ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ نے کبھی نماز جنازہ بلند آواز سے نہیں پڑھی۔

غیر مقلدیت کے عناصر اربعہ کا فتویٰ

مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی فرماتے ہیں ''میرے فہم میں یہ سب تشددات (یعنی بے جا سختی) ہے الفاظ ماثورہ (جو حدیث میں آئے ہوں) پر اگر کچھ الفاظ حسنہ زیادہ ہو جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے تلبیہ رسول میں لبیک و سعدیک والخیر بیدیک لبیک والرغباء الیک

والعمل کے الفاظ زیادہ کر لیے۔ اسی طرح بہت مواضع میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام اور علمائے اسلام الفاظ ماثورہ پر درود شریف اور دعوات (دعاؤں) میں بعض الفاظ زیادہ کرتے ہیں اور یہ عمل بلانکیر جاری رہا نماز میں بھی اگر ادعیہ ماثورہ (حدیث کی دعاؤں) پر زائد دعا پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ خود حضور ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے حمداً کثیراً والی غیر ماثورہ دعا پڑھی تو آپ نے فرمایا تیس سے کچھ زیادہ فرشتے اس کے لکھنے کو آئے تھے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ ماثور پر زیادت جائز ہے کیونکہ یہ دعا اس نے اپنی طرف سے زیادہ کی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تحسین فرمائی اس کے نظائر بکثرت ہیں اگر کل کا استیعاب کیا جاوے تو ایک مستقل کتاب بنے گی غرضیکہ اس قسم کی زیادات بدعت سے نہیں بلکہ ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّه﴾ (جو خوشی سے زیادہ نیکی کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے) میں داخل ہے۔ فقط عبد الجبار عفی عنہ، سید محمد نذیر حسین، عبد الرحمن مبارکپوری، مولانا شمس الحق عظیم آبادی۔

(فتاویٰ نذیریہ ص ۳، ۲، عون المعبود شرح ابوداؤد ج ۴ ص ۴۰۹)

لیجئے غیر مقلدین کے ان چاروں علماء نے فیصلہ ہی کر دیا کہ درود و دعا میں الفاظ حسنہ کی زیادتی صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک بلانکیر جاری رہی ہے۔ اب غیر مقلدوں کو سوچنا چاہیے کہ جن باتوں پر صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک چودہ سو سال میں کسی نے انکار نہیں کیا آج تم ان باتوں پر فتنے کھڑے کر کے مسلمانوں میں کیوں سر پھٹول کرا رہے ہو۔ کیا ہے کوئی غیر مقلد جو اپنے ان چاروں علماء کی قبریں اکھاڑے کہ تم نے احادیث سے زیادت کا جواز ثابت کر کے ہماری فتنہ پردازیوں پر کیوں پانی ڈالا۔

تیسری تکبیر

تیسری تکبیر کے بعد بالغ مرد اور عورت کے لیے مشہور دعا ہے اگرچہ غیر مقلدین نے اس دعا کے الفاظ میں تو اختلاف نہیں کیا لیکن پھر بھی رگ شرارت رہ نہیں

کی۔ آنحضرت ﷺ ہمیشہ نماز جنازہ میں ایک ہی دعا پڑھا کرتے تھے۔ کبھی تین چار دعائیں اکٹھی کر کے نہیں پڑھیں نہ ان کو ضروری قرار دیا لیکن آج روپڑی صاحب اپنی تقریروں میں ایک دعا پڑھ کر جنازہ ختم کرنے کو جھٹکا کرنا کہتے پھرتے ہیں۔ دیکھئے سنت رسولؐ کے لیے یہ مکروہ تشبیہ اور پھر بھی نام اہلحدیث۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

حالانکہ جماعت کی نماز میں تخفیف کو آپ ﷺ نے مستحب فرمایا۔ اور تطویل کرنے کو فتنہ پردازی فرمایا۔ اَفَتَّانٌ اَنْتَ یَا مُعَاذُ لیکن غیر مقلدین کو فتان بننا ہی پسند آتا ہے۔

نابالغ میت

ابن حزم غیر مقلد نے تو یہ لکھا ہے کہ نابالغ بچے کا جنازہ ہی نہیں پڑھنا چاہیے اسے بلا جنازہ ہی دفن کرنا چاہیے۔ لیکن آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

یُصَلّٰی عَلَیْهِ وَیُدْعٰی لِوَالِدَیْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ۔ (ترمذی وقال صحیح)

اس نابالغ کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے ماں باپ کے لیے رحمت اور بخشش کی دعا کی جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّسَلَفاً وَّاَجْراً (بیہقی) امام حسن بصریؒ بھی ایسی ہی دعا پڑھتے تھے۔ (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ فقہاء نے جو نابالغ کے لیے بالغ سے علیحدہ دعا لکھی ہے، ان کی دلیل یہی احادیث ہیں۔

چوتھی تکبیر

چوتھی تکبیر کے بعد دونوں طرف سلام کہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی نے روایت فرمایا۔ سَلَّمَ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ (بیہقی) یعنی دائیں بائیں دو سلام کہے۔

حضرت عبداللہ بھی فرماتے ہیں اَلتَّسْلِیْمُ عَلَی الْجَنَازَةِ كَالتَّسْلِیْمِ فِی

الصَّلوٰۃِ (تلخیص الحبیر ج۱ص۱۶۲) یعنی جنازے کا سلام نماز کے سلام کی طرح ہی ہے۔

نماز جنازہ آہستہ پڑھنی چاہیے

قبل ازیں یہ لکھا جا چکا ہے کہ نماز دعا ہے اور دعا کے متعلق قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے ﴿اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ﴾ اللہ تعالیٰ سے دعا عاجزی سے اور آہستہ کیا کرو اللہ تعالیٰ حد سے گزر جانے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔ حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ جنازہ پڑھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ سِرًّا فِیْ نَفْسِہٖ دل میں پڑھا جائے اور فتاویٰ علمائے حدیث ج ۵ ص ۱۴۷ پر ہے کہ جب کوئی صحابی مِنَ السُّنَّۃِ کَذَا کہے تو وہ حدیث مرفوع ہوتی ہے۔ پس کتاب وسنت کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کے مبارک دور سے لے کر تیرہ سو سال تک نماز جنازہ آہستہ پڑھی جاتی رہی یہاں تک کہ آخری تیرھویں صدی میں دہلی میں ایک غیر مقلد مولوی عبدالوہاب نامی ہوا جس سے انگریزوں نے سید احمد شہید کی تحریک کو فیل کرنے کے لیے امامت کا دعویٰ کروایا تھا (علمائے احناف اور تحریک مجاہدین ص ۵۲، ۵۳) اس مولوی نے سب سے پہلے دہلی میں بلند آواز سے نماز جنازہ پڑھنے کی رسم ڈالی (مقدمہ تفسیر ستاری ص ۱۵) اس دن سے خود غیر مقلدین میں خانہ جنگی شروع ہے۔ قاضی شوکانی نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۹۸ میاں نذیر حسین صاحب فتاویٰ نذیریہ ص ۶۶۳، ۶۶۴ ج ۱ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری فتاویٰ علمائے حدیث ج ۵ ص ۱۰۷ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں فاتحہ وسورۃ کا جہر مستحب نہیں یہ جمہور کا مذہب ہے۔ ان کا مشہور اخبار الاعتصام لکھتا ہے کہ تعلیم کیلئے تو بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے لیکن اس کو عادت بنانا اور سنت سمجھنا صحیح نہیں (جلد ۲ شمارہ ۱۹ فتاویٰ علمائے حدیث) اس کے علاوہ آج کل کے عوام غیر مقلدین بلند آواز سے نماز جنازہ پڑھنا مستحب سمجھتے ہیں اور اس پر بہت اصرار کرتے ہیں ایسے لوگوں کو مولانا داؤد غزنویؒ کی نصیحت آویزہ گوش کر لینی چاہیے۔ آپ فرماتے ہیں "ایک مستحب امر بعض حالتوں میں مکروہ بن جاتا ہے جب کہ امر مستحب کو اس کے درجہ استحباب سے بڑھا دیا جائے۔ جو شخص ایک امر مستحب

پر اصرار کرے اور افضل صورت پر عمل نہ کرے سمجھ لو کہ شیطان اسے گمراہ کرنے کے درپے ہے کیونکہ اس نے ایک امر مستحب کو اسے رتبہ استحباب سے بڑھا دیا۔ اسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے شیطانی عمل قرار دے کر اسے بدعت ہونے کی طرف اشارہ کیا جو شخص صریح بدعت پر اصرار کرے اور سنت کی راہ قبول کرنے سے گریز کرے تو سمجھ سکتے ہو کہ شیطان نے اس پر کس قدر قبضہ جما رکھا ہے اعاذنا اللہ منہ۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۵ ص ۱۱۶)

بہرحال نماز جنازہ آہستہ پڑھنا ہی کتاب وسنت پر صحیح عمل ہے۔ جن روایات میں جہر کا ذکر ہے ان میں صاف ظاہر ہے کہ وہ نماز کا طریقہ سکھانے کے لیے تھا، سنت نہیں تھا۔ اب غیر مقلد سوچیں کہ وہ کتاب اللہ اور سنت پر عمل کریں گے یا مولوی عبدالوہاب دہلوی کی جاری کردہ بدعت پر اصرار کریں گے۔

غیر مقلد دوستوں سے چند سوالات

غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ ہم اہلحدیث ہیں ہمارا ہر مسئلہ حدیث سے ثابت ہے۔ اس لیے چند مسائل عرض کیے جاتے ہیں جن کی احادیث ہمیں نہیں ملیں براہ کرم وہ ہمیں ان احادیث کی نشاندہی فرما کر ماجور ہوں۔

۱۔ نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں۔ پس تنہا نماز کردن بر جنازہ صحیح باشد (بدور الاہلہ ص ۹۰) یعنی ایک ہی آدمی اکیلا نماز جنازہ پڑھ لے تو صحیح ہے یہ صحیح ہونا ایک شرعی حکم ہے اس کے لیے صحیح حدیث چاہیے کہ آنحضرت ﷺ نے کتنے جنازے اکیلے پڑھے آپ کے چار صاحبزادے تین صاحبزادیاں دو بیویاں وصال فرما گئیں۔ آپ نے ان میں سے کس کس کا جنازہ اکیلے پڑھا۔

۲۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ جنازہ پر چار تکبیروں سے زیادہ تکبیریں کہنا بدعت ہے (بدور الاہلہ ص ۹۱، ۹۲) اور نواب وحید الزمان فرماتے ہیں، چار تکبیریں تو

کم از کم ہیں زیادہ بھی جائز ہیں (کنز الحقائق ص ۴۰) ان دونوں میں سے کس کا مسلک درست اور حدیث کے موافق ہے۔

۳۔ نواب وحید الزمان فرماتے ہیں کہ نماز میں ثناء (سبحانک اللّٰھم) نہیں پڑھنی چاہیے لیکن صادق سیالکوٹی نے صلوۃ رسول میں اور بہادر بیگ نے اپنے دو ورقے میں سبحانک اللّٰھم کو مسنون جنازہ میں درج فرمایا ہے۔ان دونوں میں سے حدیث کے موافق کس کا مسلک ہے۔

۴۔ نواب صاحب فرماتے ہیں قبر مربع بنانی افضل ہے اور اونٹ کی کوہان کی طرح بنانی جیسے آج کل سب بناتے ہیں یہ حدیث کے خلاف ہے۔منکر امر ہے مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسی قبر بنانے والے پر انکار کریں (بدور الاہلہ ص ۹۵) کیا غیر مقلدین اپنی قبروں کو جو اونچی بنی ہیں مٹا دیں گے اگر نہ مٹائیں گے تو واجب کے تارک ہوں گے۔ افسوس ہے کہ غیر مقلدین احناف سے فاتحہ کے وجوب پر تو بہت لڑتے ہیں۔لیکن جب اپنی قبریں گرانے کا واجب حکم سنتے ہیں تو گونگے شیطان کا کردار ادا کرتے ہیں۔

۵۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ بیمار کے مرنے سے پہلے اس کی تعزیت کرنا جائز ہے (بدور الاہلہ ص ۹۷) یہ جواز حکم شرعی ہے اس کی دلیل حدیث صحیح صریح مرفوع سے دکھائیں۔

۶۔ نواب وحید الزمان فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کے آخر میں صرف ایک طرف سلام پھیرے۔ (کنز الحقائق ص ۴۱

۷۔ غیر مقلد ابن حزم فرماتے ہیں کہ جب تک بچہ نابالغ ہو اس کے نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں (المحلی) لیکن نواب وحید الزمان فرماتے ہیں کہ جو چار مہینے کا حمل ساقط ہو جائے اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ (کنز الحقائق ص ۴۱) ان دونوں مسئلوں کے لیے صریح حدیث پیش کریں۔

۸۔ فتاوی علمائے حدیث ص ۳۸ پر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کسی دنیوی

پریشانی سے تنگ آ کر کوئی موت کی تمنا نہ کرے یہ حدیث بخاری مسلم کی ہے لیکن ص ۴۰ پر ہے کہ خود امام بخاریؒ نے امیر خراسان سے تنگ آ کر اپنی موت کی دعا کی۔ آخر کیا امام بخاریؒ نے صحیح حدیث کی مخالفت کی؟

۹۔ عورت کے جنازے پر کفن کے علاوہ ایک چادر ڈالتے ہیں۔ مولانا عبدالجبار عمرپوری غیر مقلد کہتے ہیں کہ اس چادر کا احادیث میں کہیں پتہ ونشان نہیں ملتا۔ اس کو مسنون خیال کرنا بالکل جہالت ہے یہ بدعت مردودہ ہے لیکن مولوی علی محمد صاحب سعیدی کہتے ہیں کہ اگر احادیث میں اس کا ذکر نہ بھی ملے تو یہ اس کے ناجائز ہونے کی دلیل نہیں۔ اس چادر کے بغیر میت بدنما معلوم ہوتی ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۴۴) بتائیے اس جہالت اور بدعت مردودہ کے چھوڑنے کو بدنما کہنے والے کا کیا حکم ہے۔

۱۰۔ محدث دہلی نے فتویٰ دیا کہ مال زکوٰۃ سے کسی میت کی تجہیز و تکفین جائز نہیں۔ لیکن علی محمد سعیدی کہتے ہیں کہ جائز ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۴۴، ۴۵ ج ۵)

۱۱۔ قبر میں مٹی ڈالتے وقت ﴿مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ...﴾ الآیہ پڑھنا مستحب ہے مگر اس کی حدیث ضعیف ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۶۰، ۶۱ ج ۵)

۱۲۔ نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں ہاتھ اٹھائے اور پھر باندھ لے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۲۱، ۱۲۲ ج ۵) اکثر جگہ غیر مقلدین اس پر عمل نہیں کرتے یہ کیوں؟ یہ ہاتھ اٹھانا مستحب ہے مگر حدیث ضعیف سے ثابت ہے۔ (ص ۱۵۶، ۱۵۷ ج ۵)

۱۳۔ جنازہ کو اٹھاتے وقت باری باری بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھنا۔ اس کا کوئی ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا مگر پھر بھی مستحب ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۵ ص ۱۳۲)

۱۴۔ نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنا شرط ہے فرض سے بڑھ کر (بدور الاہلہ ص ۹۲) سنت ہے۔ فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۴۲، ۱۴۳ ج ۵) غیر مقلد کس نیت سے پڑھتے ہیں فرض کو سنت یا سنت کو فرض کہنے والے کا کیا حکم ہے؟